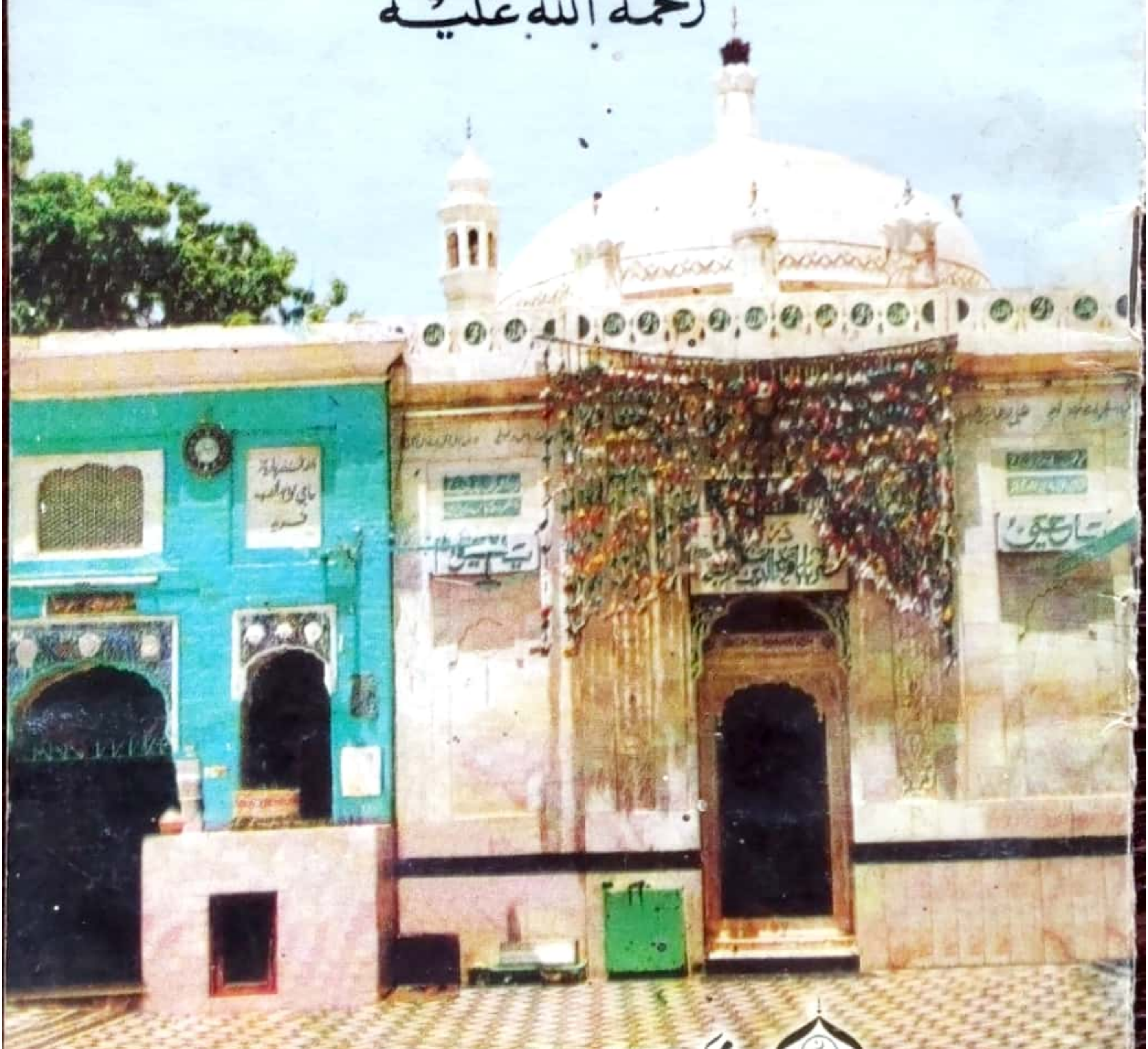
قطب الاقطاب

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

رحمۃ اللہ علیہ



محکمہ اوقاف ومذہبی امور پنجاب، لاہور

قطبُ الاقطاب

حضرت بابا فریدُالدّین مسعُود گنج شکرؒ

رحمۃ اللہ علیہ

664-569ھ / 1265-1174ء

حیات و تعلیمات

شعبۂ تعلقات عامہ
محکمہ اوقاف و مذہبی امور، حکومتِ پنجاب

زیرِ سرپرستی	صاحبزادہ سید سعید الحسن شاہ
	وزیر اوقاف و مذہبی امور پنجاب
زیرِ نگرانی	خواجہ محمد طارق
	سیکرٹری و ناظم اعلیٰ محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب، لاہور
تحریر	محمد نسیم عباسی، ڈپٹی ڈائریکٹر تعلقات عامہ اوقاف
نظر ثانی	پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر، پنجاب یونیورسٹی لاہور
	مسعود احمد سابق ڈپٹی ڈائریکٹر علماء اکیڈمی اوقاف
سال اشاعت	محرم الحرام 1427ھ/فروری 2006ء
تعداد	پانچ ہزار
مطبع	فریدیہ آرٹ پریس انٹرنیشنل، لاہور
کمپوزنگ	شیخ عبد القیوم
ہدیہ	پانچ روپے

شائع کردہ: شعبہ تعلقات عامہ محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب لاہور

حرفِ شکّر

خود شکر اور شکر گنج (سیر الاولیاء لاہور ص 78) بیٹا گنج العلم اور خلفاء شکر اور شکر باران ہوں (خزینۃ الاصفیاً ص 288) تو ذوقِ شکرین کہتا ہے کہ لقب شکر گنج کا تعلّق ظاہری شکر سے نہیں بلکہ معنوی شکر سے ہے لہٰذا اس لقب کا توجیہی پس منظر کوئی واقعہ کرامت نہیں بلکہ صاحبِ لقب کا جمالِ شکرین ہے۔ چنانچہ فارسی ادب میں حسن نمکین کی طرح حسن شکرین کی مثالیں بھی موجود ہیں، مثلاً حضرت مولانا رومؒ اپنے محبوب (شیخ طریقت حضرت شمس تبریزیؒ) کے جمالِ شکرین کی نسبت سے اسے شکر، شکر پارہ، شکر بار اور شکرستان کے پیارے الفاظ سے یاد کرتے ہیں:

رفتم بسوئے مصر خریدم شکرے را　　خود فاش بگو، یوسفِ زرّیں کمرے را
بادہ دہ آں یارِ قدح بارہ را　　یار ترش روئے، شکّر پارہ را
نگار خوب شکر بار چُوں است　　چراغ دیدہ و دیدار چُوں است
طوطئی گویا شدم چوں شکرستانم اوست　　بلبلِ شیدا شدم چوں گل وگلزارم اوست

(جلال الدین ہمائی: غزلیات شمس تبریزی تہران 1335 ش ص 199,153,155)

حضرت بابا صاحبؒ کے بارے میں یہ تصدیق کہ ان کو جمالِ نمکین کی بجائے جمالِ شکّرین حاصل تھا، اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ جب وہ بلادِ اسلامیہ کی سیاحت کرتے ہوئے بغداد میں داخل ہوئے تو ایک شیخ اجل سجزیؒ نے جن کو آپ

کے لقب خاص شکر گنج کا پتہ نہیں تھا، محض آپ کے پیکر شکرین کو دیکھ کر آپ کو شکر عالم کہہ کر مخاطب کیا۔ (اُردو ترجمہ راحت القلوب، طبع لاہور ص 113)۔ البتہ یہ بات یقینی ہے کہ حضرت بابا صاحبؒ، کو گنج شکر یا شکر گنج کا لقب جیسا کہ روایات میں آتا ہے آپ کے مُرشد نے دیا ہے۔ (سیر الاولیاء، ص 78) جبکہ آپ کے دادا مرشد نے آپ کو خانوادۂ چشت کا چراغ روشن اور شہباز بلند پرواز کہا تھا۔ گنج شکر اور شکر گنج دونوں مرکّب اضافی ہیں۔ جب کہ شکر گنج میں اضافت مقلوب ہے جیسے شکر پارہ اور شکر خانہ میں ہے۔

حضرت شکر گنج کے سالانہ عرس کے موقعہ پر جناب محمد نسیم عباسی کے شکر دار کتابچے کی اشاعت کے لیے میں محکمہ اوقاف کے ذمہ دار ارباب کو تبریکِ شکرین پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اسے حسنِ قبول عطا فرمائے۔ آمین

شکّر خواہ: سیّد محمد کبیر احمد مظہر

اگست 1986ء

پیش لفظ

تبلیغ دین اور اسلامی تعلیمات کا فروغ محکمہ اوقاف و مذہبی امور، پنجاب کا ایک اہم مقصد ہے۔ محکمہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتا ہے۔ ایک طرف پنجاب اوقاف علماء اکیڈیمی جو علمی، تربیتی، تحقیقی اور طباعتی ادارہ ہے، دین کی خدمت کے لئے علمی و فکری کام کر رہا ہے۔ یہاں سے علوم اسلامیہ پر گرانقدر کتابیں شائع کی گئیں اور کی جا رہی ہیں۔ ائمہ و خطباء اور مؤذنین کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق تربیت دی جا رہی ہے تاکہ دور جدید کے مسائل سے آگاہ ہو کر قرآن وسنّت کی روشنی میں ان کا مؤثر حل تلاش کر سکیں۔ دوسری طرف مبلغین اوقاف بستیوں، جیلوں، ہسپتالوں اور تعلیمی اداروں میں تبلیغ دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ نومسلم حضرات کو اصول دین اور عبادات کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔ ان تمام کوششوں کے ساتھ ساتھ شعبہ تعلقات عامہ، محکمہ اوقاف و مذہبی امور کے زیرِ تحویل بڑے بڑے مزارات کے صوفیائے عظام کی تعلیمات کو عام کرنے اور ان کی شخصیت، کردار اور خدمات سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کے لئے ان کے عرس مبارک پر ان کی سوانح و تعلیمات مختصر کتابچوں کی صورت میں شائع کراتا ہے۔

صوفیائے عظام نے برصغیر پاک و ہند کے ظلمت کدوں کو نور اسلام سے منور کیا اور اپنے قول و فعل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ یہ انہی بزرگانِ دین کی بے لوث اور مخلصانہ کوششوں

کا نتیجہ تھا کہ برصغیر پاک و ہند میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور بیسویں صدی کے وسط میں پاکستان جیسی اسلامی مملکت معرض وجود میں آئی۔ ان مبلغین اسلام کی سوانح و تعلیمات سے عوام کو آگاہ کرنا درحقیقت ان کے عظیم مشن کو زندہ رکھنا ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ سوانح و تعلیمات قطب الاقطاب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

خیر اندیش

خواجہ محمد طارق

سیکرٹری و ناظم اعلیٰ محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب، لاہور

فروری 2006ء

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

• صوفیائے برصغیر اور حضرت بابا صاحبؒ

اسلام برصغیر پاک و ہند میں محمد بن قاسمؒ کے ساتھ پہلی صدی ہجری میں آ گیا تھا۔ یہ مسلم حکومت ملتان میں چھٹی صدی ہجری تک قائم رہی۔ بعد ازاں غزنوی دور میں برصغیر کا شمالی علاقہ فتح ہوا تو لاہور اسلام کا دوسرا مرکز بن گیا۔ لیکن یہاں اسلام کی روحانی اور حقیقی فتوحات صوفیائے عظام کی تبلیغی مساعی کی مرہون منت ہیں۔ کفر و شرک کے اس گڑھے میں سب سے پہلے جس بزرگ نے اسلامی معارف کا پرچم لہرایا وہ حضرت سید ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 465ھ) ہیں۔ ان کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ (المتوفی 633ھ) نے عظیم خدمات انجام دیں۔ آپ کی تبلیغی مساعی سے حلقہ بگوشان اسلام کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ اور آپ کے تربیت یافتہ خلفاء دور دراز علاقوں تک گئے اور مخلوق خدا کی رہنمائی میں مشغول ہو گئے۔

دہلی میں حضرت خواجہ اجمیریؒ کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ قطب الدین کاکیؒ نے زبردست تبلیغی کام کیا۔ ان کے بعد سلسلہ چشتیہ کی رہنمائی و سیادت کا فریضہ قطب الاقطاب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے انجام دیا۔ ان کے فیضان سے برصغیر کے علاوہ دیگر ممالک اسلامیہ بھی مستفیض ہوئے۔

اس دور میں جو چھٹی اور ساتویں صدی ہجری سے عبارت ہے اور جو حضرت بابا صاحبؒ کا دور ہے، برصغیر پاک و ہند سے باہر حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ،

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، شیخ سعد الدین حمویؒ، حضرت جلال الدین رومیؒ، شیخ اوحد الدین کرمانیؒ، شیخ سعدی شیرازیؒ اور خواجہ سیف الدین باخرزیؒ جیسے بزرگان دین فیوض و برکات کے چشمے بہا رہے تھے۔ اس وقت پاک و ہند میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، حضرت جمال الدین ہانسویؒ، حضرت حمید الدین ناگوریؒ، حضرت شیخ جلال الدین تبریزیؒ، حضرت شیخ فخر الدین عراقیؒ، حضرت شیخ بوعلی قلندرؒ، خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ، حضرت شمس الدین ترک پانی پتیؒ اور خواجہ نجیب الدین متوکلؒ اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔

سیاسی لحاظ سے حضرت بابا صاحبؒ کے دور حیات میں خاندان غلاماں کے سلطان قطب الدین ایبک، سلطان شمس الدین التمش، ناصر الدین محمود اور سلطان غیاث الدین بلبن جیسے نیک فطرت سلاطین برصغیر میں حکمران تھے۔ یہ دور حقیقتاً سیاسی اور مذہبی لحاظ سے برصغیر کی تاریخ میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں تبلیغ اسلام کا عظیم کارنامہ دو عظیم صوفیاء نے انجام دیا۔ ملتان میں حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ اور پاک پتن میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ۔

- **نام ولقب**

آپ کا اسم گرامی مسعود اور القاب فرید الدین اور گنج شکر ہیں۔ ایک روایت ہے کہ فرید الدین کا لقب آپ کو شیخ فرید الدین عطارؒ، صاحب تذکرۃ الاولیاء، نے اپنے

لقب کی مناسبت سے عطا کیا تھا، جب آپ کی ملاقات ان سے نیشاپور میں ہوئی تھی۔

"گنج شکر" کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کئی روایات نقل کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت جو زیادہ قریب الفہم ہے، درج ذیل ہے:

"سوداگروں کا ایک قافلہ جو شکر لے جارہا تھا، آپ کو سرراہ ملا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس کیا سامان ہے۔ قافلے والوں نے جواب دیا، نمک ہے۔ آپ نے فرمایا نمک ہوگا۔ آپ کے ارشاد سے شکر کی سب بوریاں نمک بن گئیں۔ قافلے والوں پر جب یہ انکشاف ہوا تو وہ سخت پریشان ہوئے۔ سمجھ گئے اس درویش کی بددعا لگی ہے۔ آپ کے پاس حاضر ہوکر معافی کے طالب ہوئے تو آپ نے فرمایا غم نہ کرو، اگر شکر تھی تو شکر ہو جاوے گی۔ خان خاناں بیرم خاں نے اس بارے میں یہ شعر کہا ہے:

کان نمک، جہان شکر شیخ بحر و بر   آں کز، شکر نمک کند واز نمک شکر (1)

مزید یہ کہ آپ کی شیریں کلامی خود شکر گوئی کا درجہ رکھتی تھی جیسا کہ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں:

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند   زان قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود

چنانچہ شکر گوئی اور شکر خائی وغیرہ کی تراکیب فارسی زبان میں شیریں کلامی اور بلیغ بیانی کے لئے اکابر شعراء وادباء کے کلام میں عام استعمال ہوئی ہیں۔ اور خلق شکریں اس پر مزید اضافہ ہے۔

• نسب نامہ اور جائے پیدائش

آپ کا نسب نامہ حضرت فرخ شاہ کابلیؒ کے واسطہ سے خلیفہ دوم

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔ حضرت فرخ شاہ کابلیؒ برصغیر کے کئی برگزیدہ بزرگوں کے جد اعلیٰ ہیں۔ مثلاً حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت میاں میر قادری لاہوریؒ۔

آپ کے والد جمال الدین سلیمانؒ عالم فاضل اور بلند مرتبہ بزرگ تھے۔ عابد اور شب زندہ دار تھے۔ اسی طرح آپ کی والدہ صاحبہ بی بی قرسم خاتونؒ عابدہ اور زاہدہ خاتون تھیں اور درجہ ولایت پر فائز تھیں۔ آپ کے دادا محترم کا اسم گرامی حضرت شیخ شعیبؒ تھا۔ آپ کے آباء واجداد سلطان شہاب الدین غوری کے عہد حکومت میں کابل سے لاہور پہنچے۔ یہاں سے آپ کے والد ملتان آ گئے اور موضع کھتوال (2)، موجودہ کوٹھی وال میں مقیم ہوئے۔ یہاں آپ کی شادی مولانا وجیہہ الدین خجندیؒ کی صاحبزادی بی بی قرسم خاتون کے ساتھ ہوگئی اور اسی مقام پر آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کی ولادت کے بارے میں مؤرخین کی روایات مختلف ہیں۔

(1) آپ کی ولادت 569ھ میں ہوئی ہے۔ (3)

(2) آپ کی ولادت 584ھ میں ہوئی ہے۔ (4)

(3) آپ کی ولادت 575ھ میں ہوئی ہے۔ (5)

ان میں سے سیر الاولیاء کی روایت زیادہ قابل ترجیح ہے یعنی آپ 569ھ میں پیدا ہوئے۔

- **تعلیم وتربیت**

ولادت کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت بابا صاحبؒ کے والد انتقال فرما گئے اور آپ کی تعلیم وتربیت کا سارا بار آپ کی والدہ ماجدہ پر آ پڑا۔ سات سال کی

عمر میں آپ نے ابتدائی دینی کتب ختم کر لیں تو مزید تعلیم کے لئے آپ کو ملتان بھیج دیا گیا۔ وہاں آپ نے مولانا منہاج الدین ترمذیؒ کی مسجد میں قیام کیا اور ان سے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرنی شروع کر دی۔ آپ نے دو تین سال کے اندر تفسیر، حدیث، اصول معانی، فلسفہ، منطق، ریاضی، ہئیت وغیرہ کے اسباق ختم کر لئے، اسی دوران آپ نے قرآن کریم حفظ کیا۔ روایت ہے کہ ہر رات ایک قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔

- **بیعت**

تعلیم کے دوران جب آپ مولانا منہاج الدینؒ سے فقہ کی کتاب "نافع" پڑھ رہے تھے تو حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ ملتان تشریف لائے۔ ایک دن آپ نماز کے لئے اس مسجد میں تشریف لائے جہاں حضرت بابا صاحبؒ مقیم تھے اور اس وقت پڑھ رہے تھے۔ آپ کے دریافت کرنے پر حضرت بابا صاحبؒ نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا کہ " نافع" پڑھ رہا ہوں۔ حضرت بابا صاحبؒ کے دل میں ایک انقلاب بپا ہو گیا اور آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور عرض کی کہ مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرمالیں، تو آپ نے اپنا ہاتھ ان سے بیعت کے لئے بڑھا دیا۔ کتاب "خیر المجالس" میں ہے کہ اس وقت آپ کی عمر 18 سال تھی اور جب آپ نے حضرت بابا صاحبؒ کو بیعت فرمایا تو انہیں مخاطب کر کے یہ رباعی پڑھی:

مقبول تو جز مقبل جاوید نہ شد و ز لطف تو ہیچ بندہ نومید نہ شد
لطفت بہ کدام بندہ پیوست دمے کاں ذرہ از ہزار خورشید نہ شد

جب حضرت بختیار کاکیؒ ملتان سے دہلی روانہ ہونے لگے تو حضرت بابا صاحبؒ بھی آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: بابا فرید (اس زمانے میں "بابا کا لفظ بچے کے لئے استعمال ہوتا تھا) ابھی کچھ عرصہ ملتان رہ کر علوم ظاہری حاصل کرو۔ اس کے بعد میرے پاس دہلی آ جانا"۔ آپ نے مرشد کے حکم کی تعمیل کی اور پانچ سال تک ملتان میں تحصیل علوم میں مصروف رہے اور اس کے بعد تکمیل علوم ظاہری و باطنی کے لئے بلخ، بخارا، بیت المقدس، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، غزنی، بغداد، سیستان، بدخشاں اور قندھار تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے کسب فیض کیا۔ ان میں سے چند مشہور شخصیتوں کے نام یہ ہیں۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (المتوفی 633ھ)، شیخ فرید الدین عطار نیشا پوریؒ (المتوفی 637ھ)، شیخ اوحد الدین کرمانیؒ (المتوفی 635ھ)، شیخ سعد الدین حمویؒ (المتوفی 658ھ)، شیخ سیف الدین باخرزیؒ (المتوفی 658ھ)۔

• شیخ کی خدمت میں حاضری

طویل سیاحت کے دوران جب آپ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کر چکے تو ملتان واپس ہوئے۔ ملتان ان دنوں حضرت بہاؤ الدین زکریا سہروردیؒ کے انوار سے جگمگا رہا تھا۔ آپ نے ان سے ملاقات کی، اس کے بعد آپ اپنی والدہ سے ملنے موضع کھتوال تشریف لے گئے۔ والدہ انہیں علوم وفضائل کا منتہی دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ چند دن قیام کے بعد آپ مرشد کی ملاقات کے لئے دہلی روانہ ہوئے۔ دہلی پہنچ کر آپ سیدھے مرشد کے ہاں حاضر ہوئے۔ حضرت بابا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ

حضرت خواجہ صاحبؒ نے عطا و کرم کا دروازہ مجھ پر کھول دیا اور فرمایا کہ "اے فرید خوب ہوا، تم اپنا کام پورا کر کے میرے پاس آئے ہو"۔ آپ نے انہیں مزید مجاہدات و ریاضات کا حکم دیا۔

- **خرقہ ءخلافت**

جونہی آپ درجہ کمال کو پہنچے مرشد نے سند خلافت عطا کر دی اور ہدایت کی کہ ہانسی جا کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام کرو۔ آپ مرشد کے ارشاد کے مطابق ہانسی تشریف لے گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کے شیخ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کا وصال ہو گیا۔ وصال سے قبل حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنا خرقہ، عصاء، نعلین، مصلے اور دیگر تبرکات اپنے ایک خلیفہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے سپرد کئے اور وصیت کی کہ "میرا جانشین فرید الدین مسعود ہوگا اور یہ سب تبرکات میرے بعد اسے دے دیئے جائیں"۔ حضرت بابا صاحبؒ مرشد کے وصال کے تیسرے دن دہلی پہنچے اور آپ کے مزار پر جا کر فاتحہ خوانی کی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ کے سب خلفاء اور ارباب صحبت جمع ہوئے اور سب نے حضرت بابا صاحبؒ کو حضرت خواجہ کا جانشین تسلیم کر لیا۔ اسی مجلس میں تبرکات بھی آپ کے سپرد کر دیئے گئے۔ اس طرح پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کی سیادت و رہنمائی کا کارِ عظیم حضرت بابا صاحبؒ کے سپرد ہوا۔ چنانچہ آپ شیخ کی وفات کے بعد ہانسی سے اجودھن (پاکپتن) آ گئے اور آخر عمر تک یہیں ارشاد و ہدایت میں مصروف رہے۔ (6)

- **اجودھن (پاکپتن) میں شہرت و مقبولیت**

اجودھن میں آپ کی عبادت و ریاضت کی شہرت پھیلی اور آپ کے رشد و

ہدایت کے اثرات سے نہ صرف پنجاب متاثر ہوا بلکہ تمام برصغیر میں آپ کی تعلیمات عام ہوئیں اور دور دور سے بندگان خدا حق کی تلاش کے لئے آپ کے آستانے پر حاضر ہونے لگے۔ ایک مرتبہ سلطان ناصر الدین محمود اپنے لشکر کے ہمراہ اجودھن سے گزرا تو سلطان نے آپ کی خدمت میں حاضری دی اور ملاقات کے بعد اپنے نائب السلطنت الغ خاں (سلطان غیاث الدین بلبن) کو ایک کثیر رقم اور چار گاؤں کا فرمان دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ زر نقد تو درویشوں کے کام آئے گا۔ لیکن چار گاؤں کی مجھے ضرورت نہیں، اس کے طالب اور بہت ہیں۔ (7) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ہر قسم کے درویش اور غیر درویش پہنچتے تھے۔ (8) نیز فرماتے ہیں کہ طالبان حق اس شمع معرفت کے گرد ہر وقت جمع رہتے تھے اور آپ کی خانقاہ کا دروازہ آدھی رات تک کھلا رہتا تھا۔ (9)

• ریاضتیں و مجاہدے

راہ سلوک وطریقت میں آپ نے جو ریاضتیں اور مجاہدے کئے، مختلف تذکرہ نگاروں نے ان کی تفصیلات بیان کی ہیں: کتاب راحت القلوب میں خود آپ کا بیان ہے کہ آپ بیس سال تک اکثر عالم تفکر میں کھڑے رہتے تھے۔ جس سے ان کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے اور ان سے خون بہنے لگتا تھا۔ (10)

سیر الاولیاء میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بابا صاحبؒ بیمار ہوئے تو عصا کا سہارا لے کر چلنا چاہا۔

تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور عصا کو پھینک دیا اور استفسار پر فرمایا کہ عصا کا سہارا لیا تھا تو مجھ پر عتاب ہوا کہ تم ہمارے سوا غیر کا سہارا لیتے ہو۔ (11) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ آپ نے مخلوق سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی۔ جنگلوں میں رہتے تھے اور درویشانہ روٹی اور جنگل کے پھول پھل کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ حالانکہ آپ کے پاس نعمتیں موجود تھیں۔ (12) آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور اگر کوئی عارضہ لاحق ہوتا، تو فصد لیتے تب بھی روزہ افطار نہ کرتے تھے۔ (13)

اخبار الاخیار میں ہے کہ آپ شربت سے روزہ افطار کرتے تھے۔ ایک پیالہ شربت جس میں منقی بھی ہوتا تھا، میں سے نصف تقسیم فرما دیتے اور باقی خود استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح گھی والی دو روٹیاں لائی جاتیں تو آپ کچھ کھا کر بقیہ حاضرین میں تقسیم فرما دیتے۔ اور اسی کمبل میں سوتے جس پر دن میں بیٹھتے تھے۔ یہ اس قدر چھوٹا تھا کہ آپ کے پاؤں باہر نکلے رہتے تھے۔ (14)

تاریخ مشائخ چشت میں پروفیسر خلیق احمد نظامی آپ کے مجاہدوں کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں: بابا فریدؒ نے عبادت و ریاضت میں جو کوششیں کی تھیں وہ انہی کا حصہ تھا۔ چلہ معکوس، مسلسل روزوں اور کریلے اور پیلو کی غذا نے ان کے جسم کو لاغر و ناتواں بنا دیا تھا۔ آخر عمر میں ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ "چالیس سال تک جو کچھ خدا تعالیٰ نے فرمایا بندہ مسعود نے وہی کیا۔ اب چند سال سے جو کچھ مسعود کے دل میں خطرہ ہوتا ہے یا اسے مانگتا ہے وہی پاتا ہے"۔ (15)

• ذوق سماع

سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کے اشغال میں سماع کو ہمیشہ خاص اہمیت حاصل

رہی ہے۔ حضرت بابا صاحبؒ اسی سلسلہ کے ایک گوہر تابدار تھے۔ آپ کو بھی سماع سے کافی شغف تھا۔ آپ کے ذوق سماع کا عجیب عالم تھا۔ آپ بڑے اہتمام سے سماع کی محفلیں منعقد فرماتے اور کیف وعرفان سے لبریز اشعار پر آپ پر وجد طاری ہو جاتا اور پہروں سر دھنتے رہتے۔ سیر العارفین میں ہے کہ حضرت بابا فریدؒ اس شعر پر اکثر وجد فرماتے:

نظامی ایں چہ اسرار ست کز خاطر عیاں کردی
کسے سرش نمی داند زباں درکش زباں درکش

جب ہوش میں آتے تو بار بار اس مصرعہ کی تکرار فرماتے:

کسے سرش نمی داند زباں درکش زباں درکش (16)

سماع کے بارے میں حضرت بابا صاحبؒ کی رائے یہ ہے کہ اگر سماع اور تحیر میں مستغرق ہونے والے گروہ پر حالت وجد میں لاکھ تلوار بھی چلائی جائے اور انہیں کچھ خبر نہ ہو تو اس گروہ کا سماع ٹھیک ہے۔ آپ نے اس سوال کے جواب میں کہ اہل سماع کی بے ہوشی کی وجہ کیا ہے؟ اپنے شیخ کے حوالہ سے ارشاد فرمایا: اہل سماع نے جس روز سے " الست بربکم " کی ندا سنی ہے وہ اسی روز سے بے ہوش ہیں اور اس دنیا میں ان کی بے ہوشی عالم ارواح کی اس بے ہوشی کا اثر ہے۔

• خشیت الٰہی

حضرت بابا صاحبؒ کی خشیت الٰہی کی کیفیت کے بارے میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ حجرے میں تھے، میں نے دیکھا کہ آپ اٹھتے ہیں اور سجدہ میں جا کر یہ مصرعہ پڑھتے ہیں:

از بہر تو میرم از برائے تو زیم (17)

حضرت باباصاحبؒ نہایت گداز قلب کے مالک تھے۔ دوسروں کونصیحت کرتے ہوئے خود آپ پر رقت طاری ہو جاتی تھی، اس شعر کو جب پڑھتے تو ہائے ہائے کر کے روتے اور بیہوش ہو جاتے۔

درکوئے عاشقاں چناں جاں بدہند   کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز (18)

- **حب رسولؐ**

حضرت باباصاحبؒ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیدائی تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو حضور نبی کریمؐ کی محبت میں فنا کر دیا تھا۔ جب مجلس میں آپؐ کا ذکر آجاتا تو حضرت باباصاحبؒ بے اختیار ہو جاتے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ اتباع سنّت کا یہ عالم تھا کہ آپ کبھی غیر مئوکدہ سنن اور نوافل بھی ترک نہ کرتے تھے۔ آپ زندگی کے ہر شعبہ میں حضور اکرمؐ کے اسوہ حسنہ کو دلیل راہ سمجھتے تھے اور اس کی پیروی کو اپنے لئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے نجات کا باعث خیال کرتے تھے۔

- **اخلاق حسنہ**

حضرت باباصاحبؒ کا ظاہر و باطن اور خلوت وجلوت ایک تھا۔ چنانچہ آپ نے کوئی ایسا مخفی کام نہیں کیا، جو ظاہر نہ فرما دیا ہو۔ آپ حد درجہ شیریں بیان تھے۔ دنیا آپ کو اسی وجہ سے گنج شکر کہتی تھی۔ متواضع و منکسر مزاج اتنے تھے کہ ایک مرتبہ پاؤں میں تکلیف تھی، مریدین کی مجلس میں گئے تو چار پائی پر بیٹھ گئے لیکن اہل مجلس سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا:

"حیات شامی باید وحیات ما متعلق بہ شما است (19)

آپ اپنے لئے فقیر، درویش اور عاجز کے الفاظ استعمال فرماتے تھے۔ آپ نے تمام زندگی فقیرانہ شان اور درویشانہ بے نیازی کے ساتھ ایک کچے مکان اور کچی خانقاہ میں گزار دی۔ استغناء کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ ہاتھ لگتا، وہ راہ خدا میں تقسیم فرما دیتے۔ فرمایا کرتے تھے جو شخص رزق جمع کرتا ہے، وہ اللہ کی تمام عنایتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

• علم وفضل

آپ علوم رسمیہ وشرعیہ کے ماہر تھے۔ تعلیم وتعلم سے آپ کو خاص شغف تھا۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے آپ کو خاص عقیدت تھی۔ آپ نے ان سے " عوارف المعارف" پڑھی تھی۔ چنانچہ آپ اس کتاب کا درس دیتے تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کے پانچ باب آپ سے پڑھے ہیں۔ آپ "عوارف المعارف" کا درس اتنے دلکش انداز میں دیتے تھے کہ سامعین اس میں محو ہو جاتے تھے۔ آپ کے درس کی لذت کی کیفیت کو حضرت محبوب الٰہیؒ نے یوں بیان کیا ہے:

"از لذت بیان ایشاں مرا حالتے پیدا شدے کہ

اگر درآں حالت کسے بہ میر ددولتے حاصل نمودہ باشد"۔

اس کتاب کی تدریس کے دوران حضرت بابا صاحبؒ کے ہاں ایک صاحبزادہ تولد ہوا تو آپ نے اس کا نام بھی صاحب کتاب سے عقیدت کی بنا پر ان

کے نام پر شہاب الدین رکھا۔ (20) حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ نے آپ سے ابوشکور سالمی کی "تمہید المہتدی" پڑھی تھی۔ (21) شیخ بدرالدین اسحاق جو ممتاز عالم تھے، انہوں نے اپنے علمی اشکال کے لئے جو دہلی کے علماء سے حل نہ ہوئے تھے، بخارا جانے کا ارادہ کیا، لیکن جب اجودھن پہنچے تو حضرت بابا صاحبؒ نے ان کے تمام اشکال علمی بحث وتقریر اور حکایات سے اس طرح حل کر دیئے کہ آپ حیران رہ گئے، اور بخارا جانے کا ارادہ ترک کر کے آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔ آپؒ نے انہیں اپنے حلقہ ارادت میں شامل کیا اور خلافت و دامادی کے شرف سے نوازا۔ (22)

• تبلیغ

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے برصغیر میں طریقہ چشتیہ کا جو مبارک پودا لگایا تھا، حضرت بابا صاحبؒ نے اس کی آبیاری اور پرداخت اس خوبی سے کی کہ حضرت خواجہ اجمیریؒ کے بعد وہ اس طریقہ کے مؤسس ثانی کی حیثیت اختیار کر گئے۔ چنانچہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے آپ کے متعلق جو پیش گوئی کی تھی کہ ''فرید ایک شمع ہے جس کی بدولت خانوادہ درویشاں منور ہو جائے گا''، پوری ہوئی۔ آپ نے تبلیغ اسلام کے لئے اپنے زیر تربیت خلفاء پاک وہند کے گوشے گوشے میں پھیلا دیئے۔ ''جواہر فریدی'' کی روایت کے مطابق آپ کے خلفاء کی تعداد 50 ہزار تھی جن میں سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ، مخدوم صابر کلیریؒ اور شیخ جمال الدین ہانسویؒ نے بے پناہ تبلیغی کام کیا اور ان سے تین عظیم ذیلی سلسلے نظامیہ، صابریہ اور جمالیہ جاری ہوئے۔ غرض روحانی

فیوض و برکات کا چشمہ جو اجمیر شریف میں پھوٹا تھا، حضرت بابا صاحبؒ کی انتھک محنت سے ایک طاقتور دھارا بن گیا۔ جس سے نہ صرف سرزمین پاک و ہند سیراب ہوئی بلکہ اس کی لہریں چین، ملایا، انڈونیشیا، برما اور افغانستان تک جا پہنچیں۔ برصغیر میں اس کے اہم مراکز اجمیر، دہلی، پاکپتن، ہانسی، کلیر شریف وغیرہ علاقے تھے۔ جو طریقہ چشتیہ کی ترویج کی خانقاہوں ہی سے عبارت نہ تھے بلکہ برصغیر میں اشاعت اسلام کے سرچشمے بھی بن گئے۔

• تعلیمات

حضرت بابا صاحبؒ کی تعلیمات کے منابع جو اس وقت ہمیں دستیاب ہیں درج ذیل ہیں:

1۔ ان کی تالیفات: گنج اسرار اور فوائد السالکین۔ 2۔ ان کے ملفوظات: راحت القلوب تالیف حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ 3۔ جواہر فریدی، سیر الاولیاء اور سیر العارفین جیسے تذکروں میں ان کے اقوال وفرمودات اور ان کا فارسی کلام 4۔ بول فریدی یا پنجابی نظمیں۔

حضرت بابا صاحبؒ ایسی عظیم شخصیت کی تعلیمات میں سے چند درج ذیل ہیں:

1۔ تزکیہ سے مراد ہے کہ نفس کو برائیوں سے پاک کیا جائے۔ تصفیہ کا مطلب ہے دل کو آلودگیوں سے صاف کیا جائے اور تجلیہ، روح کی روشنائی کا نام ہے۔ (23)

2۔ اگر لوگوں کو علم کا درجہ معلوم ہو جائے تو تمام کام چھوڑ کر تحصیل علم میں مشغول ہو جائیں۔ (24)

3۔ جو شخص خدا سے کلام کرنا چاہے، وہ قرآن مجید پڑھے۔ (25)

4۔نفس ریاضت، مجاہدہ اور اطاعت الٰہی کے ذریعہ پاک ہوتا ہے۔(26)

5۔دل کے سات گوشے ہیں، ہر گوشے میں ایک گوہر ہے۔ پہلا گوہر ذکر ہے، دوسرا محبت، تیسرا عشق، چوتھا سر (بھید)، پانچواں روح، چھٹا معرفت اور ساتواں فقر ہے۔(27)

6۔حصول مدعا کے لئے عمل کے تین درجے ہیں: ایک شریعت، دوسرا طریقت اور تیسرا حقیقت۔ شریعت کے لئے تزکیہ نفس، طریقت کے لئے تجلیہ روح اور حقیقت سے مراد خدکی رضا اور اس کا قرب ہے۔(28)

7۔جوذکر الٰہی کثرت سے کرتا ہے وہ دیو پری کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

8۔کرامت کو ظاہر نہیں کیا کرتے۔ (29)

9۔اس راہ (فقر) کا اصول دل کی صلاحیت ہے۔ یہ صلاحیت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب باطن تمام دنیاوی مذمومات: حسد، تکبر اور حرص وبخل سے پاک ہو جائے۔(30)

10۔فقراء اہل عشق ہیں اور علماء اہل عقل، حق آگاہ وہ ہے جس میں دونوں ہوں۔

• حضرت بابا صاحب کا کلام

حضرت بابا صاحبؒ فارسی میں شعر کہتے تھے علاوہ ازیں انہوں نے برصغیر میں اردو اور پنجابی زبان وادب کی بنیاد رکھی۔ اردو زبان کے آغاز کے بارے میں روایت ہے کہ آپ آنکھ پر پٹی باندھے اپنے شیخ کو وضو کروا رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا ایسا کیوں ہے۔ ہندی میں جواب دیا ''آنکھ آئی ہے''۔ شیخ نے فرمایا ''اگر آئی ہے ایں را چرا بستہ آید۔'' علاوہ ازیں حضرت بابا صاحبؒ سے اردو اشعار بھی منسوب ہیں۔ مثلاً

وقت سحر وقت مناجات ہے　　خیز در آں وقت کہ برکات ہے

آپؒ کا پنجابی کلام گرنتھ صاحب میں شامل ہے۔ اب الگ بھی مطبوعہ

ملتا ہے اور پنجابی زبان وادب کی اعلیٰ تعلیم میں شامل ہے۔ تبر کا ایک شعر پیش ہے:

رکھی سکی کھا کے ٹھنڈا پانی پیو فریدا   دیکھ چوپڑی نہ ترسائیں جیئو

آپ کے فارسی کلام کی ایک رباعی کا ایک شعر ہدیہ ناظرین ہے:

یک صبح باخلاص بیا بردر ما گر   کارتو برناید آنکہ گلہ کن (31)

- **شادی اور اولاد**

حضرت بابا صاحبؒ کی زوجہ سلطان غیاث الدین بلبن کی بیٹی ہزیرہؒ تھیں۔ ان سے آپ کے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ (32)

- **خلفاء**

حضرت بابا صاحبؒ کے بے شمار خلفاء میں سے بیس کے اسماء ''سیر الاقطاب'' میں ملتے ہیں۔ ان میں سے چند خلفاء یہ ہیں: شیخ علی احمد صابر کلیریؒ، خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، شیخ جمال الدین ہانسویؒ اور شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ

- **وفات اور مزار**

آپ کے سن وصال کے بارے میں مؤرخین نے دو روایات بیان کی ہیں:

(1) آپ کا وصال 670ھ کو ہوا ہے۔ (33)

(2) آپ کا وصال 664ھ کو ہوا ہے۔ (34)

ان میں سے اہل تحقیق نے 5 محرم روز سہ شنبہ 664ھ کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس رو سے آپ کی عمر 95 سال ہوئی۔ (35)

مزار پاکپتن شریف میں مرجع خلائق ہے اور محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب کے زیر انتظام ہے۔ یہاں کی ایک وجہ شہرت بہشتی دروازہ ہے جو مزار

مبارک کے جنوبی سمت واقع ہے۔ یہ دروازہ چھٹی شب محرم الحرام سے دسویں شب محرم الحرام تک کھولا جاتا ہے جس سے لاکھوں عقیدتمند گزرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

حواشی

(1) خزینۃ الاصفیاء، جلد اوّل، ص 292۔ تذکرہ گلزار ابرار، ص 49۔ اردو ترجمہ اخبار الاخیار، ص 119۔ اُردو ترجمہ گنج اسرار، ص 16

(2) سیر الاولیاء، فارسی 1978ء، ص 68

(3) سیر الاولیاء، ص 94

(4) تاریخ فرشتہ، بمبئی، 2:725

(5) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 15:339

(6) سیر العارفین، ص 33

(7) فوائد الفواد، ص 99

(8) فوائد الفواد، ص 5

(9) سیر الاولیاء، ص 64

(10) بزم صوفیہ بحوالہ راحت القلوب، ص 29

(11) بزم صوفیہ، ص 81

(12) سیر الاولیاء، ص 64

(13) سیر العارفین، ص 48

(14) اخبار الاخیار، ص 52

(15) تاریخ مشائخ چشت، ص162

(16) سیر العارفین، ص53

(17) سیر العارفین، ص54

(18) بزم صوفیہ، ص132-133، بحوالہ راحت القلوب

(19) فوائد الفواد، ص251

(20) سیر العارفین، ص52

(21) سیر الاولیاء، ص117-118

(22) سیر الاولیاء، ص170

(23) اردو ترجمہ گنج اسرار، ص24

(24) راحت القلوب، ص58

(25) راحت القلوب

(26) گنج سرار، ص25

(27) گنج اسرار، ص29

(28) گنج اسرار، ص31

(29) راحت القلوب، ص53

(30) راحت القلوب، ص17

(31) خزینۃ الاصفیاء، ص281

(32) خزینۃ الاصفیاء، ص286

(33) تاریخ فرشتہ

(34) سیر الاولیاء

(35) اخبار الاخیار، سفینۃ الاولیاء

مزارات پر حاضری کے آداب

1. مزارات پر باوضو حاضری دیں۔
2. اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری کے دوران تلاوت قرآن پاک، ذکر، درود شریف اور ایصال ثواب بہترین مشاغل اور زیارت کے مستحبات ہیں۔
3. بزرگان دین کا اہم اور اصل ادب ان کی تعلیمات پر عمل ہے۔ خصوصاً خدمت خلق، احترام انسانیت اور محبت و بھائی چارے پر عمل پیرا ہونا۔
4. صاحبانِ مزارات کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین طریقہ دین اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔
5. قبر کی طرف منہ کر کے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔
6. سجدہ تعظیمی سے بھی کلیتاً اجتناب کریں۔
7. مزارات پر ساز یا ڈھول بجاتے ہوئے چادر پوشی کی رسم ادا کرنا جائز نہیں۔
8. مزارات پر خواتین کیلئے وضو اور نماز کا الگ انتظام ہے لہٰذا خواتین کا وضو اور نماز کے معاملات پر مردوں کے ساتھ اختلاط سخت ناواجب ہے۔
9. مزارات پر لنگر یا خیرات کو لوگوں کی طرف پھینکنا یا اُچھالنا رزق اور مزارت کی بے ادبی ہے۔ اسی طرح رزق اور تبرک کو زمین پر گرانا بھی رزق کی بے حرمتی ہے۔
10. مزارات کے گرد طواف حرام ہے اور مزارات کے احاطہ میں رقص و سرود کی محفل سجانا سخت ناجائز ہے۔
11. مزارات پر بلاضرورت چراغ جلانا ممنوع ہے البتہ روشنی نہ ہونے کی صورت میں زائرین کی سہولت کیلئے چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

AUQAF DEPARTMENT

محکمہ اوقاف و مذہبی امور، حکومتِ پنجاب